غریب بیچارے آفت کے مارے دانے دانے کو ترس رہے تھے اہل نعم غریبوں کے ہاتھوں دن کو بھی دروازے بند رکھتے تھے۔ تاہم سخی دل دوسروں کی مصیبت میں اپنی امارت کا صحیح استعمال کرتے تھے اور فیاضی سے اناج بہم پہنچایا کرتے تھے۔

آپکو اس مصیبت کے باعث کئی کئی دن تک پوری بھکشا نہ ملتی تھی اور صبر و استقلال سے سادھو دھرم پر چلتے ہوئے منزل بمنزل کوچ کرتے جاڑے اور بھوک کی تکلیف اٹھاتے ہوئے جے پور پہنچے۔ اور یہاں سے دہلی پدھارے۔

آپ کا دہلی پہنچنا تھا۔ کہ سناتن جین سمپروائے کے لئے سورج نکل آیا۔ اور مخالفین کے حوصلے پست ہو گئے۔ دہلی میں بہت سے سنھاتک واسی آپ کے پاس مورتی پوجا کے متعلق سوال و جواب کرنے آئے اور جواب باثواب پاکر آپ کے پیرو ہو گئے دہلی سے بطرف انبالہ روانہ ہوئے۔

پنجاب میں زور شور سے آپ کے استقبال کی تیاریاں ہونے لگیں۔ مخالفین اس کوشش میں تھے کہ جہاں تک ہو سکے استقبال رک جائے اور ناکامی کا منہ دیکھیں مگر آسمان پر تھوکنے والے کے منہ ہی پر تھوک پڑا کرتا ہے۔ جوں جوں آپ انبالہ کے نزدیک پہنچے گئے عقیدت مندوں کے دل میں جوش بڑھتا گیا۔ جو کہ پانچ سالہ جدائی میں آپ کے دیدار کو ترس رہے تھے آخر وہ نیک ساعت آپہنچی۔ اور انبالہ میں بڑی دھوم دھام باجے گاجے سے استقبال ہوا۔ بازار مکانات لوگوں سے پُر تھے۔ پرزور نعروں سے آسمان گونج رہا تھا۔ اُپاسرہ

پہنچکر آپ نے نہایت موثر اُپدیش دیا۔ حاضرین پر وجد کا عالم طاری ہو گیا
چند یوم آپ یہاں ٹھہرے۔ لوگ آپ سے گجرات دیش کے حالات
اور یاترا کا تذکرہ سُنکر از حد خوش و خرم ہوئے۔ یہاں کا پوج اُتّم رکھ
آپ کا دھرم اُپدیش سُنکر آپ کا چیلہ ہونے کا خواہشمند ہوا۔ جو ادیوت
وجے کے نام سے مشہور ہوا۔

یہاں چند یوم قیام کر کے لدھیانہ میں پدھارے۔ آپکی تشریف
آوری کی خبر دور و نزدیک سب جگہ پہنچ چکی تھی۔ لدھیانہ میں درشن
کرنے کے لئے بہت سی تعداد میں لوگ پہنچے۔ نہایت تزک و احتشام
سے آپ کا سواگت کیا گیا۔ اور مخالفین کے ارادوں پر بجلی گر پڑی۔

یہاں پر پوج اُتّم چند جی، چند جین سکنہ مدکی ضلع فیروز۔ اُتّم چند جین
سکنہ ہوشیارپور۔ سرکھ چند جین سکنہ پالی (مارواڑ) موتی چند جین
سکنہ جنیوں۔ ان پانچوں کو لدھیانہ ہی میں دکھشا دی اور ان کے نام
اُدیوت وجے جی۔ ونے وجے جی۔ کلیان وجے جی۔ سمتی وجے جی۔ موتی
وجے جی رکھے گئے۔ اِس مبارک موقع پر اندازاً ایک ہزار سے زائد
مرد و زن دیگر مقامات سے آئے تھے۔ ورگھوڑا بڑی دھوم سے نکلا۔
ایک طرف انگریزی باجا بج رہا تھا دوسری طرف کشمیری باجا اپنی
بہار دکھا رہا تھا۔ بازار رتھوں بگھیوں بہلیوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس کے
پیچھے ہندرد ھوجا لہرا رہی تھی اس کے پیچھے ہاتھی جھول رہے تھے اس
کے بعد پھلواڑی کی شان عجب نرالی تھی۔ پولیس افسران کیطرف
سے انتظام بہت اعلیٰ تھا۔ رنگ منڈپ ورتیی میں بنایا گیا تھا۔ آپ
نے پُر اثر تقریر کر کے اور سادھو دھرم کی مشکلات سنا کر مذکورہ بالا

اصحاب کو واس کھیپ دیا۔

چوماسہ بکرم سمت ۱۹۳۵ کا لدھیانہ میں ہی کیا۔ اِس سال پنجاب میں موسمی بخار کا بڑا زور رہا۔ اور اسی مرض خونخوار نے آپ کے ششش رتن حاکم رائے جی پر وار کیا شری حاکم رائے جی ماہ ماگھ میں سورگ واس ہو گئے آپ بڑے عالم پنڈت تھے۔ رات دن گورو مہاراج کی سیوا میں مستعد رہا کرتے تھے۔

تھوڑے دن بعد آپ کو اس شدّت کا بخار ہوا۔ کہ توبہ ہی بھلی۔ مرض طول پکڑ گیا۔ نوبت یہاں تک پہنچی۔ کہ آپ بے ہوش ہو گئے۔ ہر فرو بشر کا دل غمگین ہو گیا۔ اوسان خطا ہو گئے۔ آخر بعد صلاح مشورہ اور ہدایت حکیم ڈاکٹروں کے تبدیلی ہوا کے لئے انبالہ میں بذریعہ ریل لے جانے کی ٹھہر گئی۔ قریب قریب بہت سے شراوک اِس طرح بذریعہ ریل انبالہ میں لے جانے پر مصر ہوئے اور اس فعل کو سادھو دھرم میں بندش ہونے کی وجہ سے (کیونکہ سادھو پا پیادہ سفر کیا کرتے ہیں) شاستر کے برخلاف بتایا۔ مگر لالہ کنور سین مالیر کوٹلہ والے جو کہ بڑے عالم فاضل شاستر سے واقف اور زمانہ شناس تھے انبالہ لے جانے پر تیار ہو گئے اُن کے رعب سے کوئی ان کا کہنا نا منظور نہ کر سکا۔ او فی الفور آپ کو انبالہ پہنچایا گیا۔ انبالہ میں آپ کا شعور درست تھی جب بخار اُترا۔ اور حواس برقرار ہوئے۔ اپنے آپ کو انبالہ میں پایا۔ تعجب سے کہنے لگے کہ کیا ہوا۔ کیا میرے دماغ میں نقص ہے یا اندر جال کا کھیل ہو رہا ہے۔ یا خواب دیکھ رہا ہوں۔ لدھیانہ سے انبالہ کس طرح پہنچا۔ سب ماجرہ آپ کے گوش گذار کیا گیا۔ آپ

چپ ہو گئے۔

دو ماہ بعد آپ نے آپ سے بڑے مگتی وجے جی گنی جو اندنوں احمد آباد میں تھے اُن کے پاس خط تحریر کیا اور حالات مفصل طور پر تحریر کئے۔ انہوں نے جو پر انصیحت آپ کے لئے تجویز کر کے تحریر کیا آپ نے اُسے بسر و چشم منظور کیا۔ اور اُسی طرح کیا جس طرح انہوں نے حکم دیا تھا۔

ایک رات مہاراج لکشمی وجے جی نے خواب دیکھا کہ انھیں دو رتن دستیاب ہوئے ہیں۔ صبح ہوتے ہی اُس خواب کی تعبیر آپ سے دریافت کی۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ خواب نہایت اچھا ہے اور نیک پھل کا دینے والا ہے میرا خیال ہے کہ جلد ہی دو رتن کی مانند بلند ستارہ ششِش دستیاب ہونگے۔ ابھی دو دن ہی گذرے تھے کہ ریاست بڑودہ کے رہنے والے دو ہونہار نوجوان مسمی چھگن لال و چھوٹے لال انبالہ آپہنچے۔ ہر دو نوجوان آپ کے طرز اندیش کے گرویدہ ہو کر شیدائی ہو چکے تھے۔ وہ آپ کے پاس دیکشا لینے کے لئے تیار تھے۔ اُن کے دل میں ویراگ کا جذبہ موزن تھا۔ ہر دو نوجوان متمول خاندان سے تھے اُن کے والدین کو یہ گوارا نہ تھا۔ کہ اُن کے لختِ جگر امارت کو چھوڑ کر فقیری اختیار کر لیویں۔ مگر دلی خواہش زبردست ہونے سے انبالہ چلے آئے۔ اُن کے پاس مہاراج مگتی وجے جی کا ایک خط تھا۔ اُسے پڑھکر شری آتمارام جی نے انھیں چیلہ بنانا قبول کر لیا۔ تھوڑی ہی مدت بعد نہایت دھوم دھام سے ہر دو نوجوان کی دکھشا انبالہ شہر میں ہو گئی۔ چھگن لال کا نام شری کانتی وجے جی اور چھوٹے لال کا نام

شری ہنس وجے جی رکھا گیا - مہاراج ہیر وجے جی کی دکھشا بھی ان کے ساتھ اِسی جگہ ہوئی -

انبالہ سے بہار کر کے آپ معہ سادھوؤں کے ہوشیار پور آئے - اِس جگہ مہاراج ہنس وجے جی کے والد بزرگوار اپنے فرزند کے دلی ارادہ کی جانچ کرنے کے لئے بڑودہ سے آئے - اگرچہ سیٹھ صاحب آپ کے بھگت تھے - مگر اپنے نور نظر کی محبّت اور الفت سے بیتاب ہو کر بے صبر ہو رہے تھے - سیٹھ صاحب نے آتے ہی آپ سے سوال کیا کہ آپ نے میرے لڑکے کو کس کی اجازت سے دکھشا دی - آپ نے نہایت تحمل سے بے صبر باپ کو اپنے اُپدیش سے شانت کیا - اور فرمایا کہ دکھشا شری منی کمتی وجے جی کی فرمایش سے دی گئی ہے - آپ نہایت خوش قسمت ہیں کہ آپ کے فرزند ارجمند نے عالمِ شباب میں لذات نفسانی کو ترک کر کے جین سادھو کی ذمہ داریوں کو اٹھایا ہے - سیٹھ جی نے ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں سے کہا - کہ میرا راحتِ جان - جاہ و حشمت کا مالک ہے - وہ کنگال نہیں - کہ اس طرح کاسہ گدائی ہاتھ میں لئے مصیبتیں جھیلتا پھرے - آپ جواب دینے کو ہی تھے - کہ ہنس وجے جی نے خود نہایت ادب سے اپنے دنیاوی والد بزرگوار سے عرض کی کہ کیا محض کنگال ہی دکھشا لیا کرتے ہیں - دکھشا وہ امولک رتن ہے جسے ترلوکی ناتھ تیرتھنکر بھگوان گرہن کرتے ہیں - اگر سادھو کا جامہ محض کنگالوں کے لئے ہی ہوتا - تو بھگوان شانتی ناتھ جی ارے ناتھ جی - کنتھو ناتھ جی شری بھرت چکرورتی - اور سنت کمار

جیسے مہا پرش عالمگیر بادشاہت کو ٹھکرا کر دکھشا کیوں لیتے۔ کیا جموکمار۔ شالی بھدر۔ دھنا کمار۔ ابھے کمار۔ میگھ کمار جیسے مہاپرش تنگ دست تھے۔ اگر ایسے ایسے لائق اور ہونہار شہزادے اور امیرزادے دکھشا لے سکتے ہیں میں کس گنتی میں ہوں۔ اِس جلسے کا میسّر ہونا میری خوش قسمتی ہے بیٹے کا پختہ ارادہ دیکھ کر باپ خوش ہوا۔ اور آپ کے قدموں میں گر کر معافی چاہی۔ اُس نے اپنی رضامندی کا اظہار کرتے ہوئے گورو مہاراج صاحب سے درخواست کی کہ ہنس وجے جی کی بڑی دکھشا بڑودہ میں ہو۔

ہوشیار پور سے روانہ ہو کر آپ جنڈیالہ گرو میں تشریف لائے اور بکرم سمت ۱۹۳۶ کا چترماس اِسی جگہ کیا۔ پنجاب کے دیگر شہروں کی طرح جنڈیالہ کے کئی شراوک بھی آپ کی عدم موجودگی میں آپ کے عقیدوں میں وشواس کھو بیٹھے تھے یہ چترماس انھیں ہوشیار کرنے کے لئے ہی ہوا تھا۔ مشکل یہ بھی کہ بہت سے جینیوں کو مخالفوں نے زور دے کر اس بات کا نیم کرا دیا تھا کہ وہ آپ سے ہرگز گفتگو نہ کریں گے۔ اس قسم کا ہٹ دھرم ہر طرح کی ترقی کے راستہ میں سدِّ راہ ہوتا ہے آپ پنجاب میں جہاں بھی جاتے تھے۔ آپ مخالفوں کو کھلا چیلنج دیتے تھے کہ آؤ مرد میدان بن کر مباحثہ کرو۔ میرے سوالات کا جواب دو اور میرے پر سوالات کر کے جواب حاصل کرو۔ آپ اپنے پکش کی مضبوطی کے لئے زبردست حوالے اور ناقابل تردید دلائل پیش کرتے تھے۔ ہر جگہ آپ کی شخصیت کام کرتی تھی۔ جہاں بھی چترماس

ہوتا تھا وہاں کے اہل جین باوجود سخت پابندیوں اور بندشوں کے
خاص مقدار میں آپ کے پیروبن کر مہتر اگ بھگوان کی تعریف کے راگ
الاپتے تھے باوجود مخالفت یہ چترماس نہایت خوشی سے ختم ہوا۔ آپ
کے پیرو اعتقاد میں پختہ ہو گئے۔

جنڈیالہ سے روانہ ہو کر آپ زیرہ تشریف آور ہوئے۔ لڑکپن کے
ہمجولی آپ کے جاہ و جلال کو دیکھ کر نہایت خوش ہوتے تھے اور آپ
سے گجرات دیش کے حالات سن کر سیر نہ ہوتے تھے ایک روز جب کہ
آپ کہیں باہر تشریف لے گئے تھے۔ ہمجولیوں نے پستکیں دیکھنی شروع
کیں۔ دیکھتے دیکھتے ایک دستی تحریر شدہ کاپی ملی۔ جس میں آپ کے
گجرات کے چترماس کے حالات مندروں اور تیرتھوں کی نمایں بنائے
ہوئے بھجن راستے اور گذرگاہیں۔ قابل شراوکوں کے نام اُن کا
طرز زندگی۔ رہائش۔ خوراک۔ پوشاک۔ سماجک اور دھارمک
کمزوریوں کے متعلق لکھا تھا۔ ہمجولی اس کاپی کو دیکھ ہی رہے تھے کہ آپ
واپس تشریف لے آئے۔ آپ نے کاپی اُن کے ہاتھ سے پکڑ لی۔ اور
کہا کہ اِس میں تمہارے مطلب کی کوئی چیز نہیں ہے اگر کوئی اور شخص ہوتا تو
ضرور سخت سست کہتے مگر لڑکپن کے ہمجولیوں کی اُلفت اور محبت نے
اجازت نہ دی۔ کہ اُن سے اچھی طرح جواب طلب ہو سکے۔ ایک ماہ
کے قیام سے یہاں کے کثیر تعداد جینیوں کو سناتن جین دھرم کے
عقیدوں میں پختہ کر دیا۔ جب آپ زیرہ سے روانہ ہونے لگے تو آپ کے
شردھالو شراوک آنکھوں میں آنسو بھر لائے۔ مگر آپ نے تسلی دی اور
کہا کہ دھرم میں درڑھ رہو۔ سادھوؤں کے لئے ایک ہی جگہ بار بار

آنا مشکل ہے۔ مگر گرہستی تو جب بھی چاہیں۔ دھن خرچ کر کے درشن کی پیاس بجھا سکتے ہیں۔

زیرہ سے آپ پٹی تشریف لائے۔ اور لوگوں کو ست دھرم اُپدیش سنا کر سناتن جین دھرم کی پیروی کرنے کی تلقین کی۔ وہ لوگ جن کے دلوں میں شکوک پیدا ہو گئے تھے۔ رفع کرنے کو آتے رہے اور تسلی بخش جواب پا کر آپ کی تعریف کرنے لگے۔ پٹی سے امرتسر ہوتے ہوئے۔ گوجرانوالہ کو روانہ ہو گئے۔ اور بکرم سمت ۱۹۳۷ کا چترماس یہیں کیا۔ آپ کے گورو شری بدھی وجے جی کے اُپدیش سے چند ایک پشتر ہی مورتی پوجا کے حامی بن چکے تھے۔ انھوں نے آپ کا پرتپاک استقبال کیا۔ آپ کے دھرم اُپدیشوں سے متاثر ہو کر کئی ایک ستھانک واسی جین شاستروں کے مطابق مورتی پوجا کرنے لگے۔ اِس جگہ آپ کے ویاکھیانوں میں اہل جین کے علاوہ اور بھی ہندو مسلمان اور سکھ اصحاب آتے تھے۔ اور ایک جین سادھو کی فصیح بیانی طرز اُپدیش اور علمیت کو دیکھ کر حیران تھے دھرم تتووں کو دلکش پیرائے میں بیان کرنا بھی ایک ہنر ہے آپ اس ہنر سے مزین تھے اس جگہ اہل جین نے آپ سے دست بستہ التماس کی کہ جین دھرم سے واقفیت بہم پہنچانے والی کوئی پستک عام فہم ہندی بھاشا میں تصنیف کی جائے۔ اِس غرض کو پورا کرنے کے لئے آپ نے جین تتوادرش لکھنا شروع کیا۔

چترماس کے ختم ہونے پر گوجرانوالہ سے آپ پنڈ دادنخان تشریف لائے اور اِس جگہ پر امرت سر تواسی ہوتی چند او سوال کو دکھشا دکیر

اس کا نام سُندر دیجے رکھا۔ یہاں سے روانہ ہو کر آپ اپنے سنسار
آبا و اجداد کی جائے سکونت موضع کلس میں تشریف فرما ہوئے۔ جونہی
آپ کے دنیاوی رشتہ داروں کو معلوم ہوا۔ وہ آپ کے درشنوں
کو دوڑے آئے۔ اور تھوڑی ہی دیر میں گاؤں کے لوگ ارد گرد
جمع ہو گئے۔ وہ آپ کو اپنے چیلوں کے ساتھ دیکھ کر نہایت خوش
ہوئے۔ چچا زاد بھائیوں کا خون محبت کے باعث حرکت میں آگیا۔
ایک طرف آپ کے درشنوں سے خوشی ہو رہی تھی دوسری طرف
آپ کے خانہ داری ترک کر دینے سے افسوس ہو رہا تھا۔ آپ اُن
کے دلی جذبات کو سمجھ گئے اور مجمع کو مخاطب کر کے دھرم اُپدیش
سُنایا۔ لوگوں کے سر آپ کے قدموں پر جھک گئے۔ اور وہ
گنیش چند پتا اور روپا دیوی ماتا کے گن گانے لگے۔ جنہوں نے کہ
ایسے رتن پتر کو جنم دیا۔ یہاں سے بھیرہ مندر کی جاترا کر کے رام نگر
اور قلعہ دیدار سنگھ ہوتے ہوئے گجرانوالہ آئے۔ اور رفتہ رفتہ
گاؤں گاؤں پھرتے ہوئے ہوشیارپور آئے اور بکرم سمت ۱۹۳۸
کا چترماس اس جگہ کیا۔ جو کتاب سمت ۱۹۳۷ میں گوجرانوالہ میں
لکھنی شروع کی تھی وہ اس جگہ ختم کر دی۔ بکرم سمت ۱۹۳۹ کے
چترماس میں جو شہر انبالہ میں ہوا اس کتاب کو برائے اشاعت رائے
بہادر سیٹھ دھنپت سنگھ جی کلکتہ نواسی کو دے دیا۔

آپ نے گجرات سے واپس آکر پنجاب میں پانچ چترماس مندرجہ
ذیل جگہوں پر کئے۔ انبالہ۔ لدھیانہ۔ ہوشیارپور۔ جنڈیالہ۔
گجرانوالہ۔ فیروزپور وغیرہ اضلاع کے شہر شہر اور گاؤں گاؤں میں

سفر کر کے متزلزل دلوں کو پختہ بنایا اور دھرم اُپدیش سنا کر اُنھیں
سناتن جین دھرم کے سروپ سے آگاہ کیا۔ جینیوں کو مورتی
پوجا کی عظمت اور ضرورت محسوس ہونے لگی۔ اور اُنھوں نے اپنے
اپنے شہر میں شری بھگوان کا مندر بنوانے کا ارادہ ظاہر کیا۔ جب
سے آپ پنجاب میں تشریف لائے تھے۔ تب سے ہی گجرات
نواسیوں کے خط پر خط وصول ہو رہے تھے۔ کہ گجرات کب تک
تشریف لاویں گے۔ پانچ سالہ متواتر محنت کے بعد مہاراج صاحب
کو یقین ہو گیا کہ اب ان کے پیروؤں کا اعتقاد پختہ ہو گیا ہے۔ اور اُن
کی واقفیت اِس قدر ادھوری نہیں کہ کوئی اُنھیں دھوکا یا ڈر سے اپنے
دام میں پھنسا سکے۔ آپ نے اہل جین کو نہ صرف سناتن جین دھرم
سے ہی واقفیت کرائی۔ بلکہ غیر مذاہب کی دینی کتب کا حال سنا کر
جین شاستروں سے اُن کا مقابلہ کر کے ظاہر کیا۔ کہ جین دھرم
کا فلسفہ اور اخلاقی پہلو نہایت شاندار ہے اور جین دھرمیوں کو
بجا طور سے اُس پر فخر کرنا چاہیئے۔ پنجاب میں جین تیوہار منانے کا
جذبہ قریباً نابود ہو چکا تھا۔ صرف پریوشن کے دنوں میں تپسیا
اور جیو دیا کرانے سے کہیں کہیں عوام الناس کو پتہ لگتا تھا کہ جینیوں کا
بھی کوئی تیوہار ہے۔ اپنے لوگوں کو جین مہاپرشوں کا ایتہاس سنایا
اور پر جینتی۔ دیوالی۔ گیان پنچمی وغیرہ تیوہار تزک و شان سے
منا کر بزرگوں کی یادگار تازہ کرنے کا اُپدیش دیا۔ اور پریوشنوں
کے دنوں میں دھوم دھام سے منانے کی ریتی چلائی۔ اور اہل جین کی توجہ دیگر
دیوی دیوتاؤں سے ہٹا کر جین دیوی دیوتاؤں کی طرف مبذول کی۔

اس جدو جہد میں کئی ایک بحث مباحثے ہوئے۔ جن میں آپ کامیاب ہوئے اور جین دھرمیوں کے حوصلے بلند ہو گئے۔ غرضکہ اُن ایام میں آپ نے پنجاب کے جینیوں کو اپنے پاؤں پر کھڑا کر دیا۔ انبالہ میں آپ نے ویدک دھرم کے متعلق ایک کتاب بنام "اگیان تمر بھاسکر" لکھنی شروع کی مگر ضروری لٹریچر کے پنجاب میں دستیاب نہ ہونے سے آپ نے اُسے نامکمل چھوڑ دیا۔ اور سترہ بھیدی پوجا (بھجنوں کی پستک) بنائی۔ انبالہ کا چترماس ختم ہوتے ہی آپ دوبارہ دیش گجرات کی طرف روانہ ہو گئے۔ وجوہات یہ تھیں۔

(۱) آپ نے گجرات۔ کاٹھیاواڑ کے جینیوں سے وہاں دوبارہ تشریف لے جانے کا اقرار کیا ہوا تھا اور وہاں کے برگزیدہ اصحاب کے خطوط لگاتار آ رہے تھے۔

(۲) گجرات میں کام کا میدان وسیع تھا۔ سماجک اصلاح کے علاوہ شاستر بھنڈاروں کی سنبھال اور جین مندروں کا جیرن اودھار (مرمت) کا کام نہایت ضروری تھا۔

(۳) آپ کو مطالعہ سے از حد اُلفت تھی اور آپ وہاں کے شاستر بھنڈاروں میں رکھی ہوئی بہترین تصانیف پڑھنے کے شائق تھے آپ کا ارادہ چند کتابیں تصنیف کرنے کا تھا۔

(۴) پنجاب میں جین ترتھنکروں کی مورتیوں کی ازحد ضرورت تھی اور آپ گجرات کے مندروں سے مورتیاں لیکر پنجاب میں بھجوانے کا ارادہ رکھتے تھے۔

(۵) ترتھ یاترا کا خیال بذاتِ خود کشش تھا۔

"گجرات کو دوبارہ روانگی اور احمد آباد اور سورت کے چترماس"

گجرات کی طرف دوبارہ روانگی کی وجوہات بیان کی جا چکی ہیں۔ چترماس ختم ہوتے ہی انبالہ سے روانہ ہو کر معہ کل چیلوں کے دہلی کی طرف روانہ ہو گئے۔ چند روز وہاں قیام کر کے مہرولی چلے گئے۔ وہاں قطب صاحب کی لاٹھ اور مہاراج پرتھی راج کا مندر اور دیگر عمارتیں دیکھنے میں آئیں۔ جین اتہاس سے واقفیت کی وجہ سے آپ کو یقین تھا۔ کہ مہاراج پرتھوی راج جین دھرمی تھا۔ اور تیرتھنکر بھگوان کی پرستش کرتا تھا۔ پرتھوی راج کے مندر کو بغور دیکھنے سے در و دیوار پر تیرتھنکروں اور جین دیوی دیوتاؤں کی تصویریں کھدی ہوئی نظر آئیں۔ اگرچہ تصویریں شکستہ تھیں۔ پھر بھی بناوٹ سے صاف ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ جین دھرمیوں کے دیوی دیوتاؤں کی تصویریں ہیں۔ جس جگہ پر قطب صاحب کی لاٹھ استادہ ہے اُس جگہ پر کسی وقت جین مندروں کا انبوہ تھا اور یہ لاٹھ انہیں مسمار کر کے ان کے مسالے سے تعمیر کی ہوئی خیال کی جاتی ہے اس جگہ چند ایک شکستہ عمارتوں کی بناوٹ سے جین فن تعمیر کا اثر جھلکتا ہے

تواریخی عمارتوں کو بغور دیکھتے ہوئے آپ دادا واڑی (جین آچاریہ شری جندت سوری جی مہاراج کا سمادھی مندر) کے درشن کرنے کو چل پڑے۔ راستہ میں ایک اکھاڑے میں پہلوان ورزش کر رہے تھے۔ مہاراج صاحب کے ڈیل ڈول۔ تندرست اور توانا جسم کو دیکھ کر ایک پہلوان نے دوسرے پہلوان سے کہا۔ وہ دیکھو سادھو کس قدر

مضبوط بلند قد اور موٹا تازہ ہے۔ اگر تم اُس سے کشتی لڑو تو وہ ایک مُشت سے تمہیں مار گرائے۔ لو وہ چیلوں کے ساتھ ادھر ہی آرہا ہے۔ اور ہاتھ میں لمبا ڈنڈا لئے ہوئے ہے۔ آپ آہستہ آہستہ اکھاڑے کے قریب آپہنچے۔ سب پہلوانوں نے اُٹھ کر بندنا کی اور ہاتھ جوڑ کر کچھ دودھ لینے کی درخواست کی۔ آپ نے دھرم لابھ دیا۔ اور کہا۔ بھائی تم پہلوان ہو۔ ورزش کے بعد دودھ پیو گے۔ اس واسطے ہم تمہاری روزمرہ کی خوراک کو کم نہیں کرنا چاہتے۔ ہاں اگر پانی ہو تو دے دو۔ انھوں نے جواب دیا۔ ہاں جی گرم پانی بہت ہے نہانے کے لئے بھر رکھا ہے۔ آپ کو جتنا درکار ہو لے لیں۔ وہ پہلوان آپ کی جسمانی طاقت کو دیکھ کر بہت خوش تھے۔ اور کہنے لگے۔ مہاراج اگر آپ کشتی لڑو تو دلی گرد و نواح کے تمام پہلوانوں کو پچھاڑ دو۔ آپ نے جواب دیا۔ کہ انسانوں سے نہیں بلکہ انسانوں سے بھی زبردست نفسانی خواہشات سے کشتی لڑ رہے ہیں۔ اگر آپ میں بھی طاقت ہے تو کرو دھ۔ مان۔ مایا۔ اور لوبھ چار انسانی دشمنوں کو پچھاڑ دو۔ اور اپنی اندریوں کو قابو میں کرو۔ وہ پہلوان کہنے لگے۔ مہاراج تم تو سب برہمچاری ہیں۔ دودھ اور گھی کھاتے ہیں۔ کشتی لڑتے ہیں اور شکار کھیلتے ہیں۔ آپ نے اُن کے بھگتی بھاؤ کو دیکھ کر کہا۔ کہ اور تو تم سب ٹھیک کر رہے ہو۔ لیکن شکار کھیلنا درست نہیں ہے۔ وہ کہنے لگے کہ اگر شکار نہ کھیلیں تو ماس کہاں سے ملے۔ یہ سنکر آپ نے پُر اثر الفاظ میں گوشت خوری کی تردید کی اور کہا کہ یہ ایک ایسا عیب ہے۔ جس سے باقی تمام عیب لگ جاتے ہیں۔ پہلوانوں نے دریافت کیا۔ کہ

ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی۔ کہ مانس کھانے سے دوسرے عیب
کیونکر لگ جاتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا۔ آپ پہلوان ہو۔ ہر روز
کشتی لڑتے ہو۔ تمہارے لئے برہمچرج کی رکھشا کرنا ضروری ہے۔
مگر مانس کھانے سے نفسانی خواہشات کی زیادتی ہوتی ہے۔ نفس
کا غلام اگر شادی شدہ نہ ہو۔ تو یقینی طور سے بازاری عورت کے
پاس جاتا ہے۔ جو شراب کی ترغیب دیتی ہے۔ اور آخرکار انسان
کو چاہ ضلالت میں گرادیتی ہے۔ رنڈی باز انسان عیبوں کا پتلا
ہوتا ہے۔ پہلوانوں کی غذا گھی۔ دودھ اور بادام ہے۔ نہ کہ مانس۔
جو کہ خونخوار جنگلی جانوروں کی خوراک ہے آپ کے اُپدیش کا اثر پہلوانوں
پر گہرا ہوا۔ اور انھوں نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ مہاراج آپ کا اُپدیش سچ
ہے۔ مگر گوشت کھانے سے جسم میں طاقت آتی ہے۔ آپ نے فوراً
کہا کہ یہ بالکل غلط ہے۔ ہم نے کبھی مانس نہیں کھایا۔ پھر بھی تم کہتے ہو
کہ میرے میں اتنی طاقت ہے کہ دہلی کا کوئی پہلوان مقابلہ نہیں کر سکتا
طاقت برہمچرج کی رکھشا کرنے میں ہے۔ اور برہمچرج کی رکھشا کے
لئے تم ورزش تو کرتے ہو۔ مانس شراب وغیرہ نفسانی خواہشات
کو بھڑکانے والی اشیا ہیں۔ اُن سے پرہیز کرو۔ پھر دیکھو کہ تم کیسے
طاقتور پہلوان نکلتے ہو۔ تمام پہلوانوں نے آپ سے مانس نہ کھانے کا
نیم لے لیا۔ پھر آپ پانی لیکر دادا واڑی پر چلے گئے۔ جہاں کہ مشہور
شاستر پربھاوک جین آچاریہ شری جندت سوری جی کی یادگار
بنی ہوئی ہے۔

آپ مہرولی سے روانہ ہو کر جے پور۔ اجمیر اور پھر ناگور کیطرف

کئی ایک مقاموں سے ہوتے ہوئے ریاست بیکانیر کے جینیوں کی درخواست پر وہاں تشریف لے گئے اور بکرم سمت ۱۹۴۰ کا چترماس وہیں کیا - اِس جگہ آپ نے بیس ستھانک پوجا بنائی اور لوگوں کو دھرم اُپدیش سُنا کر مشکور کیا - اِس جگہ آپ کے ششش رتن بنی شری لکشمی وجے جی سخت بیمار ہو گئے - مگر خوش قسمتی سے بلاء ناگہانی سے بچ گئے -

مہاراج لکشمی وجے جی آپ کے مشیر کار دست راست تھے اِس لئے اِنھیں چھوڑ کر آپ آگے جانا نہ چاہتے تھے اگرچہ چترماس ختم ہو چکا تھا - پھر بھی آپ وہیں ٹھہرے رہے - اور مکمل صحت ہونے پر وہاں سے روانہ ہوئے - اور چھوٹی چھوٹی منزلیں طے کرتے ہوئے بالی (مارواڑ) پہنچے - مہاراج لکشمی وجے جی پر اِس جگہ بیماری کا دوبارہ حملہ ہو گیا - اور وہ چند روز کی سخت بیماری کے بعد سورگباش ہو گئے - ایسے عالی دماغ اور فرمانبردار ششش کے بے وقت فوت ہو جانے سے آپ کے آیندہ کام کے پروگرام کو بہت ضعف پہنچا - ظالم موت بھی عجیب بلا ہے - جب آتی ہے - تو عالم اور نادان امیر وغریب بڑے اور چھوٹے میں کچھ تمیز نہیں کرتی موت کے ظالم پنجے نے ایک پنڈت رتن کو ہمیشہ کے لئے سماج سے جدا کر دیا - جونہی لکشمی وجے جی کے سورگ باش ہو جانے کی خبر پنجاب اور گجرات میں سنی گئی - لوگ نہایت غمگین ہوئے - اُن کے دل میں صرف اِس بات کا حوصلہ تھا - کہ شری آنند وجے جی مہاراج اُن کی بہتری اور بہبودی کے لئے موجود ہیں - وہ پرماتما کے حضور میں گورو مہاراج

کے مدت تک تندرست اور سلامت رہنے کے لئے دست بدعا تھے۔
بانی میں آپ نے نج تیرتھی کی یاترا کا پھر قصد کیا اور تبرک تیرتھوں کے
درشن کرتے ہوئے سرغیت سے گجرات کی جانب روانہ ہوئے
اور ریاست سروہی میں آپہنچے۔ یہاں کا دیوان سیٹھ ملاپ چند جو
شہر سورت کا باشندہ تھا۔ وہ مہاراج صاحب کا بھگت شراوک
تھا۔ چند روز سروہی ٹھہر کر آپ نے آبو کی طرف بہار کرنے کا خیال
ظاہر کیا۔ دیوان ملاپ چند نے راستہ خطرناک ہونے کی وجہ سے
واقف کار چار سپاہیوں کو آبو تک آپ کے ساتھ جانے کا حکم
دیا۔ اگرچہ آپ کو ان کی ضرورت نہ تھی۔ پھر بھی اُن ایام میں چند
ڈاکہ کی وارداتیں ہونے کی وجہ سے دیوان صاحب نے سپاہیوں کو
ہمراہ بھیجنا ضروری خیال کیا۔ آپ سادھوؤں کے ساتھ شہر کا دروازہ
ہی نکلے تھے۔ کہ چند جٹادھاری سنیاسیوں نے آکر آپ سے درخواست
کی کہ ہم نے سنا ہے کہ آپ آبو پہاڑ پر جا رہے ہیں۔ ہمیں بھی وہیں
جانا ہے۔ اگر آپ اجازت دیں تو آپ کے ہمراہ ہی چلیں۔ آپ نے
جواب دیا۔ کہ ہمیں کچھ اعتراض نہیں اگر ہمارے ساتھ چلنے سے تمہارا
بھلا ہوتا ہو تو تم خوش ہیں اس طرح سنیاسیوں اور سپاہیوں کے
ساتھ آپ جنگلی راستہ سے آبو کی طرف چلنے لگے۔ ابھی تھوڑی ہی
دور گئے تھے کہ ایک شراوک گھوڑا دوڑاتا ہوا آپ کے پاس آیا۔ اور
قدموں پر گر کر درخواست کی اے سوامی ناتھ آپ اِس راستہ سے
ہرگز نہ جائیں کیونکہ ڈیڑھ میل کے فاصلے پر منش کے قریب ڈاکو بیٹھے
ہیں۔ اور وہ راہی مسافروں کو لوٹ لیتے ہیں۔ آپ نے کہا۔ کہ تم

اِس راستے سے کیسے آگئے۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ میں دس میل کا چکر کاٹ کر یہاں پہنچا ہوں۔ ڈاکوؤں کو ندی میں بیٹھے دیکھ کر میں واپس ہو گیا تھا اور اب دور کے راستے سے یہاں آیا ہوں۔ ڈاکوؤں کا نام سنکر سپاہیوں کے ہوش باختہ ہو گئے۔ اور وہ آپ سے دور کے راستے سے چلنے کی درخواست کرنے لگے۔ آپ نے کہا۔ کہ ہمیں آبوجی جلد پہنچنا ہے۔ ہم تمھیں سروہی سے ساتھ نہیں لائے دیوان صاحب نے ہی تمھیں کچھ کہا ہوگا اگر تمھاری مرضی واپس جانے کی ہو۔ تو خوشی سے لوٹ جاؤ ہم تو اِسی راستے سے جائیں گے۔ اگرچہ ڈاکوؤں کے ڈر سے سپاہیوں کا دل کانپ رہا تھا۔ پھر بھی واپس لوٹنا نہ چاہتے تھے کیونکہ اِس طرح منی مہاراجگان کو اکیلے چھوڑ جانے سے اُنھیں برخاستگی کا ڈر تھا۔ آپ نے سپاہیوں کو مخاطب کر کے کہا کہ تم لڑوئیے ہو کر ڈرتے ہو۔ اگر تمہاری ہمت یہی ہے تو آج سے کبھی تلوار کو ہاتھ مت لگانا۔ یہ سنکر سپاہی ہچکچانے لگے اور کہنے لگے کہ ہمیں کچھ خطرہ نہیں۔ ہم تو آپکی حفاظت کے لئے آئے ہیں۔ ڈاکو خواہ کتنے ہی کیوں نہ ہوں جیتے جی کسی سادھو کو اُنھیں ہاتھ تک نہ لگانے دیں گے۔ آپ نے گھوڑے سوار سے ڈاکوؤں کے چھپنے کی جگہ کا نشان پوچھا۔ جب اُس نے بتایا تو سپاہی کہنے لگے کہ ہم سمجھ گئے ہیں۔ اور اُس جگہ کے آنے سے پیشتر ہی آپ کو خبردار کر دیں گے۔

اِس کے بعد آپ سب آہستہ آہستہ آگے بڑھنے لگے جب ڈاکوؤں کے چھپنے کی جگہ قریب آگئی تو سپاہیوں نے مہاراج

صاحب کو ندی دکھائی اور اُس جھنڈ کی طرف اشارہ کیا جس کے
نیچے بیٹھنے کی رپورٹ انھیں دی گئی تھی۔ آپ نے وقت کی نزاکت
کو پہچان کر سادھوؤں کے چار چار کی پانچ ٹولیاں بنا دیں۔ اور
قطاریں سپاہیوں کی طرح مارچ کرنے کا حکم دیا ساتھ ہی انھیں
اِس بات کی ہدایت کی کہ ڈنڈوں کو لٹکائے رکھنے کی بجائے چستی
سے بندوق کی طرح کندھوں پر رکھیں۔ چاروں سپاہیوں کو سادھوؤں
کے آگے اِسی طرح کی ایک قطار بنا کر چلنے کی ہدایت کی اسطرح سادھوؤں
کے پیچھے جٹادھاری سنیاسیوں کی قطاریں بندھوا دیں۔ آپ کا
مقصد یہ تھا کہ دور سے دیکھنے والوں کو ایسا معلوم دے جیسے کوئی
سپاہیوں کا دستہ مارچ کرتا ہوا چلا آرہا ہے۔ علاوہ ازیں آپ
نے ہر ایک کو ہدایت کی کہ دائیں بائیں آگے پیچھے احتیاط سے دیکھتے
رہیں تاکہ کسی طرف سے ڈاکو اچانک نہ ٹوٹ پڑیں۔ اس طرح سب
کے سب قدم بقدم آگے بڑھنے لگے جب ندی کے قریب پہنچے تو
درختوں کے جھنڈ کی طرف بغور دیکھا مگر اُسے خالی پایا۔ سپاہیوں
نے ارد گرد دیکھا تو وہاں پر ڈاکوؤں کے نشان پائے انھوں نے
آپ کو بلا کر دکھایا کہ وہ نشان ڈاکوؤں کے ہیں اُنکے ساتھ اسباب
بھی تھا اور وہ ابھی ابھی ہمیں دیکھکر یہاں سے بھاگے معلوم دیتے ہیں۔
سپاہیوں نے کہا کہ ابھی بہت محتاط رہنے کی ضرورت ہے۔
کیونکہ وہ ڈاکو یہاں سے بھاگ کر کہیں نزدیک ہی بیٹھے ہوں گے۔
جب تھوڑی سی دور آگے بڑھے تو ایک سپاہی نے کچھ دور درخت
کی طرف اشارہ کیا اور آپ کو بتایا۔ کہ وہ دیکھو اُس درخت پر

ایک ڈاکو معلوم دیتا ہے - وہ ضرور ہماری طاقت کا اندازہ لگانے کے لئے درخت پر چڑھا ہے - باقی ڈاکو بھی ضرور وہیں ہونگے اب آگے بڑھنا خطرناک ہے - اس لئے سروہی واپس جاکر ڈاکوؤں کی اطلاع دینی چاہیئے - آپ نے ایک دفعہ اُن کی پھر حوصلہ افزائی کی - اور کہا کہ وہ جس طرح اس ندی سے بھاگ گئے ہیں - ضرور وہاں سے بھی بھاگ جاویں گے - جب سادھوؤں کا اس طرح مسلح دستہ آپ کی زیر سرکردگی اور آگے بڑھا - تو آپ کا خیال درست نکلا - دستہ کو مستعدی سے اپنی جانب بڑھتا ہوا دیکھ کر وہ آدمی درخت سے کود پڑا اور ڈاکو وہاں سے بھاگ نکلے سب سادھوؤں نے وہاں جاکر ڈاکوؤں کے نشانات دیکھے اور سپاہی بھی زور زور سے ڈاکوؤں پر آوازے کسنے لگے -

اس طرح کی خطرناک منزل کو طے کر کے آپ آبوراج تشریف فرما ہوئے وہاں سے سپاہی واپس ہو گئے - اور سنیاسی بھی جُدا ہو گئے - آپ درشن جاترا کر کے آبو سے پالن پور جہاں گجرات نواسیوں کی طرف سے آپ کے استقبال کی تیاریاں ہو رہی تھیں بیس سادھوؤں کے ہمراہ تشریف فرما ہوئے - پالن پور میں بیسیوں جگہوں کے سرکردہ اصحاب آپ کے استقبال کے لئے اکٹھے ہوئے ہوئے تھے - اسجگہ آپ چند روز ٹھہرے اور گجرات کے حالات سے واقفیت حاصل کی - آپنے آئندہ پروگرام کو مد نظر رکھ کر بکرم سمت ۱۹۴۱ کا چترماس احمد آباد کرنے کا ارادہ کر لیا - اور جلد ہی وہاں آپہنچے -

اس دفعہ آپ کی حیثیت ایک اجنبی سادھو کی نہ تھی۔ بلکہ آپ ایک مسلمہ عالم کی طرح تھے۔ اب کوئی شانتی ساگر آپ کے مقابلے کو نہ نکلا اصلاح کا میدان تو کیقدر پہلے ہی بنا لیا تھا۔ اب اسی کام کو تقویت دینے کی ضرورت تھی۔ احمد آباد میں اوّل ہی کام آپ نے یہ کیا۔ کہ جن سادھوؤں کو پنجاب میں آپ نے دکھشا دی تھی۔ انھیں اس جگہ گنی جی مہاراج شری مکتی وجے جی کے ہاتھ سے بڑی دیکشا دلائی۔ اس چترماس میں سامعین کے خواہش کے مطابق شری اوشیک سوتر شری دھرم رتن شاستر سے ویاکھیان سناتے رہے عنقریب سات ہزار مرد و زن کی حاضری ہوتی تھی۔ رت نگر سیٹھ پریما بھائی جی و سیٹھ مگن لال دلپت رام جی جیسے باعز اور بارسوخ اصحاب آپ کے خیالات کی اشاعت اور تقویت کرنے کے لئے کمربستہ تھے۔ آپ کی پہلی کوشش جین سنگ احمد آباد میں اتحاد پیدا کرنا تھا۔ جیسے کہ بیان کیا جا چکا ہے۔ اوسوال شریمال وغیرہ جاتیاں نہ صرف ایک دوسرے سے رشتہ ناطہ نہ کرتی تھیں بلکہ وہ دیگر سماجک کاموں میں بھی اکٹھا ہونا پسند نہ کرتی تھیں۔ وہ ایک دوسرے کے ہمراہ ایک ہی صف میں بیٹھ کر نہ کھاتی تھیں۔ اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں تنازعات رکھتی تھیں۔ یہ حالت نہ صرف احمد آباد میں ہی تھی بلکہ گجرات اور کاٹھیاواڑ کے دوسرے شہروں میں بھی پائی جاتی تھی سماج کی منتشر طاقتوں کے لئے کام کرنا محال ہے مگر باہمی اتحاد ہو جانے سے بڑے بڑے کام بآسانی سرانجام پا جاتے ہیں۔ آپ نے مختلف جین جاتیوں کو شیر و شکر کرنے کی ازحد